161102 ـ عمرہ کرنے والوں کے لیے مکہ اور مدینہ میں تروایح اپنے ہوٹل میں افضل ہیں یا کہ حرم میں افضل ہونگی ؟

سوال

مجھے علم ہے کہ نفلی نماز اور سنتیں مثلا تہجد وغیرہ گھر میں ادا کرنا مستحب اور افضل ہیں، لیکن اگر مکہ اور مدینہ کی زیارت کرنے جائیں اور ہوٹل میں رہیں تو کیا حکم مختلف ہوگا ؟
یعنی کیا سنت اور نوافل کمرہ میں افضل ہوں گی یا کہ حرم میں ادا کرنا افضل ہونگی ؟
اور عورتوں کے بارہ میں کیا حکم ہے جن کے بارہ میں گھر کی نماز مسجد میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے کہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ مکہ اور مدینہ جاؤں تو کیا حکم ہوگا ؟
کیا ان کی فرضی نماز گھر میں افضل ہوگی یا کہ حرم میں ، اور کیا ہم مسافر شمار ہونگے کیونکہ ہم ہوٹل میں رہ رہے ہیں برائے مہربانی اس سلسلہ میں معلوما فراہم کریں، جزاکم اللہ خیرا.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

نماز تراویح کے بارہ میں کہ آیا نماز تروایح باجماعت مسجد میں ادا کرنی افضل ہے یا کہ گھر میں اکیلے تراویح کرنا افضل ہے، علماء کرام کے تین اقوال پائے جاتے ہیں:

پہلا قول:

نماز تراویح مسجد میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے، قدیم احناف اور امام احمد بن حنبل اور ان کے جمہور اصحاب کا یہی قول ہے.

اس قول کے دلائل اور قائلین کے متعلق ہم سوال نمبر (45781) کے جواب میں تفصیلا بیان کر چکے ہیں، اور ہم نے وہاں راجح بھی اسے ہی قرار دیا ہے.

دوسرا قول:

گھروں میں نماز تراویح اکیلے ادا کرنا افضل ہے، امام مالك امام شافعی اور ان کے جمہور اصحاب کا قول یہی ہے

امام مالك رحمہ اللہ نے كبار صحابہ كرام اور اپنے كبار مشائخ كے فعل سے استدلال كيا ہے.

اور امام شافعى رحمہ اللہ نے درج ذيل حديث سے استدلال كيا ہے:

زيد بن ثابت رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے رمضان المبارك ميں چٹائى كا كمرہ بنايا اور اس ميں كئى راتيں نماز ادا كي تو لوگوں نے آپ كے پيچھے نماز ادا كرنا شروع كر دى، جب رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كو اس كا علم ہوا تو آپ بيٹھ گئے اور ان كے پاس باہر آئے اور فرمايا:

" جو تم نے كيا وہ ميں نے ديكھ ليا اور معلوم كر ليا، لوگو اپنے گھروں ميں نماز ادا كيا كرو كيونكہ فرضى نماز كے علاوہ باقى نماز گھر ميں افضل و بہتر ہے "

صحيح بخارى حديث نمبر (698) صحيح مسلم حديث نمبر (781).

امام مالك رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" ربيع اور كئى ايك علماء كرام مسجد سے چلے جاتے اور لوگوں كے ساتھ قيام نہيں كرتے تھے.

امام مالك رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اور ميں بھى يہى كرتا ہوں كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے بھى قيام اپنے گھر ميں ہى كيا ہے "

اور امام شافعى رحمہ اللہ نے بھى زيد بن ثابت رضى اللہ تعالى عنہ كى حديث سے استدلال كيا اور اسے بالنص بيان كرنے كے بعد كہا ہے:

" خاص كر رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے ساتھ اور مسجد نبوى ميں قيام كرنے جو فضيلت تھى كے باوجود فرمايا گھر ميں افضل ہے " انتہى

ديكھيں: التمھيد (8 / 116).

اور ابن عبد البر رحمہ اللہ كا كہنا ہے:

" لہذا جب گھر ميں نفلى نماز ادا كرنا مسجد نبوى عليہ السلام ميں نفل ادا كرنے سے بھى افضل ہيں حالانكہ مسجد نبوى ميں ايك ہزار نماز كا ثواب ملتا ہے تو پھر اس سے اور كيا فضيلت واضح ہو سكتى ہے؟!

اس ليے امام مالك اور شافعى اور ان كى راہ پر چلنے والوں كى يہى رائے ہے كہ گھر ميں ہر نفلى نماز انفرادى طور پر

افضل ہے، اس لیے اگر رمضان المبارک میں مساجد میں چاہے کم ہی نفلی نماز ادا کی جائے تو اس صورت میں بھی گھر میں نماز ادا کرنا افضل ہے " انتہی

دیکھیں: الاستذکار (2 / 73).

یہاں اس پر متنبہ رہنا چاہیے کہ جن آئمہ کرام نے گھر میں انفرادی نماز تراویح کو مسجد میں باجماعت نماز تراویح ادا کرنے سے افضل قرار دیا ہے وہ صرف اس شخص کے لیے ہے جو قرآن مجید کا کچھ نا کچھ یا سارے قرآن کا حافظ ہو، اور گھر میں نماز ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو، اور اسے سستی و کاہلی کا خدشہ نہ ہو کہ نماز تراویح ادا ہی نہ کرے.

اور مسجد میں نماز باجماعت کی ادائیگی منقطع نہ ہو تو ان شروط کی موجودگی میں گھر میں انفرادی نماز تراویح ادا کرنا افضل ہوگا، اور اگر یہ شروط نہ پائی جائیں تو پھر ان کے ہاں بھی مسجد میں باجماعت تراویح ادا کرنا افضل ہے.

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ہمارے اصحاب عراق اور صیدلانی اور بغوی وغیرہ دوسرے خراسانی حضرات کا کہنا ہے کہ:

جو شخص قرآن مجید کا حافظ ہو اور اگر انفرادی طور پر نماز تراویح ادا کرنا چاہے تو اسے سستی و کاہلی کا خدشہ نہ ہو اور مسجد سے پیچھے رہنے سے مسجد میں باجماعت نماز کو کوئی خلل نہ ہوتا ہو تو اس میں اختلاف ہے.

لیکن اگر ان امور کی عدم موجودگی میں بغیر کسی اختلاف کے نماز تراویح باجماعت ادا کرنا ہی افضل ہے، اور ایک گروہ نے اس مسئلہ میں تین طریقے بیان کیے ہیں، اور تیسرے میں یہ فرق ہے " انتہی

دیکھیں: المجموع (4 / 31).

اور اس میں ایک اور شرط کا اضافہ ممکن ہے اس اہم شرط کا اضافہ بعض اہل علم نے کرتے ہوئے کہا ہے اور وہ شرط سائل پر لاگو ہوتی ہے کہ:

گھر میں نماز تراویح ادا کرنے والا منفرد یعنی اکیلا ہو ۔ تو اسے حرمین میں نماز تراویح ادا کرنے سے افضل ہے ۔ اور وہ اہل حرمین میں سے ہو؛ اس لیے مکہ اور مدینہ میں باہر سے آنے والا شخص جو عمرہ کی ادائیگی اور زیارت کے لیے آیا ہے اس پر یہ فضیلت لاگو نہیں ہو گی کہ اس کے لیے بھی گھر میں نماز تراویح ادا کرنا افضل ہے.

محمد دسوقی مالکی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نماز تراویح تین شروط کے ساتھ گھر میں ادا کرنی مندوب ہے:

مساجد معطل ہو کر نہ رہ جائیں، اور گھر میں نماز تراویح ادا کرنے والے شخص سستی کا شکار ہو کر اسے چھوڑ نہ بیٹھے، اور وہ حرمین میں رہنے والا نہ ہو.

اس لیے اگر ان میں سے کوئی ایك شرط بھی پوری نہ ہو تو نماز تراویح مسجد میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے " انتہی

دیکھیں: حاشیة الدسوقی (1 / 315).

اب اس وقت لوگوں کے حال پر غور کرنے واضح یہی ہوتا ہے کہ ان کے لیے - جن میں خاص کر بہت سارے اطاعت پر استقامت اختیار کرنے والے نوجوان شامل ہیں - مسجد میں نماز تراویح باجماعت ادا کرنا افضل ہے.

کیونکہ مساجد میں نماز ادا کرنا ان کے لیے نشاط اور چستی کا باعث ہے کیونکہ وہاں رات کے ابتدائی حصہ میں نماز تراویح ادا کی جاتی ہیں، اور پھر امام بھی اچھی قرآت اور آواز میں تلاوت کرتا ہے .

اور اس لیے بھی کہ وہاں نماز تراویح ادا کرنے والوں کی کثرت ہوتی ہے، اور اس لیے بھی کہ گھر میں بہت سارے کام ہوتے ہیں جن کی بنا پر نماز تراویح کی ادائیگی میں سستی و کاہلی ہو سکتی ہے، اس لیے ہماری رائے تو یہی ہے کہ اب عامة الناس کو گھروں میں نماز تراویح کی دعوت دینا کا مطلب یہ ہے کہ وہ نماز تراویح چھوڑ دیں!

ان میں کس کو قرآن مجید حفظ ہے؟! اور رات کے ابتدائی حصہ میں مساجد میں نماز تراویح ادا کرنے کے وقت یہ لوگ کیا کریں گے؟!

اور وہ کونسا سبب ہے جو انہیں رات کے آخری حصہ میں نماز تراویح ادا کرنے پر تیار کرےگا ؟!

لہذا فرض کریں کہ اس مسئلہ میں کچھ لوگوں کے ہاں دوسرا قول راجح ہے تو پھر یہ نوٹ ضروری ہے کہ یہ خاص لوگوں کے لیے ہے نہ کہ عامة الناس کے لیے.

اور لگتا ہے کہ سلف رحمہ اللہ نے جو اختیار کیا ہے ان کی مراد بھی یہی تھی؛ اسی لیے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے لوگوں کو مسجد میں نماز تراویح ادا کرنے کے لیے جمع کر دیا تھا، اور خود گھر میں انفرادی طور پر نماز تراویح ادا کرتے تھے.

اور امام مالك رحمہ اللہ نےکتنی خوبصورت بات کہی ہے اور جو ہم کہنا چاہتے ہیں امام مالك کا قول اس کا خلاصہ ہے:

جب ابن قاسم نے ان سے دریافت کیا کہ:

كيا آدمى رمضان المبارك ميں لوگوں كے ساتھ باجماعت قيام كرے يا كہ اپنے گھر ميں قيام كرنا آپ كو زيادہ پسند ہے ؟

تو امام مالك رحمہ اللہ نے جواب ديا:

" اگر وہ گھر ميں قيام كرنے كى زيادہ طاقت ركھتا ہے تو مجھے يہ زيادہ پسند ہے، اور سب لوگ اس كى طاقت نہيں ركھتے " انتہى

ديكھيں: المدونۃ الكبرى (1 / 287).

دوم:

رہا مسئلہ عورتوں كا گھروں ميں نماز تراويح ادا كرنے كا مسئلہ تو اس سلسلہ ميں سوال نمبر (3457) كے جواب ميں تفصيل سے بيان ہو چكا ہے.

ہم اس جواب ميں يہ كہہ چكے ہيں كہ: عورتوں كے ليے افضل اور بہتر يہى ہے كہ وہ اپنے گھروں ميں نماز تراويح ادا كريں، كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" تم اپنى عورتوں كو مسجد سے مت منع كرو، اور ان كے گھر ان كے ليے بہتر و افضل ہيں " سنن ابو داود.

ليكن يہ افضليت انہيں مسجدوں ميں جانے كى اجازت دينے ميں مانع نہيں، ليكن انہيں مسجدوں ميں جانے كے ليے كچھ شروط پر عمل كرنا ہوگا، يہ شروط مندرجہ بالا سوال نمبر كے جواب ميں آپ ديكھ سكتے ہيں.

اس جواب ميں شيخ ابن باز رحمہ اللہ سے فتوى بھى منقول ہے كہ عورت كے ليے اپنے گھر ميں نماز تراويح مسجد ميں ادا كرنے سے افضل و بہتر ہے.

اور سوال نمبر (12451) كے جواب ميں ہم شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كا درج ذيل قول نقل كر چكے ہيں:

" سنت نبويہ اس پر دلالت كرتى ہے كہ عورت كے ليے كسى اور جگہ سے اپنے گھر ميں نماز ادا كرنا افضل ہے، چاہے مكہ ہو يا كوئى اور جگہ اس كى گھر ميں نماز افضل ہے " انتہى

واللہ اعلم .